Fikr-o-Nasar (Islamabad) 12:10-11 (1975)

رسول اللہ، پیامبرِ امن

عبد الرحمان طاہر سورتی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ فی الارض بنایا تو اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لئے اسے عقل بخشی اور عقل کی رہنمائی کے لئے مسلسل انبیاء بھیجے اور بتدریج انہیں اپنے دینِ وحید یعنی اسلام کی تعلیم دی اور بالآخر وحی کے ذریعہ نازل ہونے والی کتابوں اور رسولوں کا سلسلہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا اور آپؐ پر نازل شدہ کتاب قرآن حکیم کے ذریعہ تکمیلِ دین کا اعلان کردیا۔[1] انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل کی جانے والی کتابوں سے اللہ تعالیٰ کا مقصد کیا تھا۔ ذیل کی آیت کریمہ اسے واضح کر رہی ہے۔

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔[2]	یہ حقیقت ہے کہ ہم نے اپنے رسول مدلل تعلیمات کے ساتھ بھیجے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب نازل کی اور ترازو (حق و باطل معلوم کرنے کے لئے) تاکہ لوگ عدل وانصاف پر مبنی نظام قائم رکھیں۔

یہ آیت کریمہ بڑی وضاحت سے کھلے الفاظ میں انبیاء کے ذریعہ تعلیماتِ الٰہیہ بھیجے جانے کی اصلی غرض وغایت بتا رہی ہے جو اس کے سوا کچھ نہیں کہ لوگ ایک ایسا پُرامن معاشرہ قائم کریں جس میں ہر فرد کو اس کا حق ملے، جس کا نظام عدل پر مبنی ہو۔ کوئی کسی دوسرے کا استحصال نہ کرسکے اور عقل کا تقاضا ہے کہ یہ نظام اپنی مکمل صورت میں کامل دین لانے والے

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت ۳

[2] سورۃ الحدید، آیت ۲۵

رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے۔

اسلام جو اللہ کا واحد مقبول دین ہے امن و سلامتی کا مظہر ہے۔ اسلام کے ایک معنی ہی "الدخول فی السلم"[1] ہیں۔ یعنی امن و سلامتی اور صلح و آشتی میں داخل ہو جانا۔ اللہ کے اسماء حسنیٰ میں "السَّلَامُ" بھی ہے۔ یعنی امن و امان بخشنے والا اور تکلیفوں اور آفتوں سے بچانے والا۔ حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر میں نے آپؐ کی پہلی تقریر میں یہ الفاظ سُنے: "افشوا السلام" یعنی پیغام امن و سلامتی کو عام کرو۔ چنانچہ اسلامی آداب میں سلام کی دعاء اتنی عام ہے کہ اس میں سالف جان پہچان اور دین و عقیدہ کا امتیاز بھی نہیں برتا جاتا۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

وجعلت تحیۃ المسلمین للاشعار بان دینھم دین السلام والایمان وانھم اھل السلم ومحبو السلامۃ[3]	خیر مقدمی کے لئے مسلمانوں کا سلام اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کا دین سلامتی اور امن دینے والا ہے اور یہ کہ مسلمان امن و سلامتی پسند ہیں۔
عن ابن عباس انھم یقولون للذمی السلام علیک .... وفی البخاری الامر بالسلام علی من تعرف ومن لا تعرف[4]	ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسلمان ذمی کو السلام علیک کہتے تھے .... اور بخاری میں اپنے واقف اور ناآشنا سب ہی کو سلام کہنے کا حکم ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے حکم ہے:

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ[5]	اے ایمان والو! سب کے سب امن و سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔

قرآن مجید کے ذریعہ امن و سلامتی کی راہیں دکھائی گئی ہیں:

---

[1] مفردات راغب مادہ: س ل م
[2] عیون الاثر لابن سید الناس ج ا صفحہ ۱۹۳
[3] تفسیر المنار، ج ۵ صفحہ ۳۱۲
[4] ایضاً صفحہ ۳۱۳
[5] سورۃ البقر آیت ۲۰۸

يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام [1]	قرآن مجید کے ذریعہ اللہ انہیں جو اس کی خوشنودی کا اتباع کرتے ہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جس اقامت گاہ کی طرف بلا رہا ہے، وہ "دارالسلام"[2] ہے، یعنی سلامتی کا گھر جو چاروں طرف سے امن میں گھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام "المؤمن" ہے یعنی امن دینے والا اور یہی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے[3] الغرض دینِ اسلام ربِّ اسلام اور رسولِ اسلام سب ہی انسانیت کے لئے امن و سلامتی کے داعی ہیں۔

امن ہی وہ فلاح ہے جس کے لئے رسول اللہ صلعم نے منظم معاشرہ کی تشکیل نظامِ صلوٰۃ کے ذریعہ فرمائی اور پانچوں وقت مؤذن سے "حیّ علی الفلاح" کا اعلان کرایا۔ امن وہ سلام ہے جسے رسول اللہ صلعم نے ہر مسلمان کی زبان سے کہلوا کر پورے معاشرہ میں عام کر دیا۔

"عالمی امن" جو آج مہذب دنیا اور اقوامِ متحدہ کا مقصودِ اعلیٰ بنا ہوا ہے اسے مقبولِ عام بنانے اور اس کی حقیقت و افادیت ابھار کر دنیا کے سامنے لانے میں اسلام کے بنیادی پیغام اور ختم المرسلین رحمۃ للعالمین صلعم کی مسلسل جدوجہد کا بہت بڑا اور بنیادی حصّہ ہے۔ بالیقین اس مینارِ امن کی روشنی سے ایک دن انسانیت پائیدار عالمی امن حاصل کر کے رہے گی۔ یہاں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ "عالمی امن" کوئی ایسا خواب نہیں جسے نرم بچھونوں پر لیٹے لیٹے دیکھ لیا جائے اس کے لئے پیامبر امن فداہ ابی و امی کے جہاد بھرے اسوۂ حسنہ کو اپنانا ہوگا اس لئے کہ امن کا پیغام بہت سے ظالموں اور جابروں کو ان کے مفادات سے محروم کر دیتا ہے اور ان فراعنہ و طواغیت کے لئے جو انسانیت کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرتے ہیں، پیغامِ موت دیتا ہے۔ لہذا انہیں اپنی بقاء کے لئے امن کی تحریک کو کچلنے کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

---

[1] سورۃ المائدہ آیت ۱۶
[2] سورۃ یونس آیت ۲۵
[3] عیون الاثر لابن سید الناس ج ۲ صفحہ ۳۱۵

پائیدار عالمی امن کے لئے ایک جامع اور اساسی نظریۂ حیات ضروری ہے جس سے تمام دنیا کے انسان اتفاق کرسکیں، جس میں انسانوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں، انہیں اوہام وخرافات کی بیڑیوں سے آزادی ملے اور وہ عقل وعلم کی روشنی میں اپنی صلاحیتوں کو نشو ونما دیتے ہوئے مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔ اسلام اور رسولِ امن وسلام نے امن عالم کی ترقی کا یہ بنیادی نظریۂ حیات "لا الہ الا اللہ" کے ذریعہ پیش کیا جس نے انسانوں کے لئے ایک مقصد اعلیٰ اور منتہیٰ "اللہ" کو قرار دیا۔ وہ اللہ جو مؤمن ہے، منبع امن وسلامتی اور سرچشمۂ عدل ورحمت ہے، اس کلمہ کی رو سے کائنات میں ایک ہی طاقت کارفرما ہے۔ ہر شے میں اسی کی عطا کردہ صلاحیتیں، خاصیتیں اور قوتیں ہیں جن پر اعتماد کرتے ہوئے بے خوفی سے کام لیا جاسکتا ہے، مخلوقات میں اسی کے بخشے ہوئے جاری وساری قوانین امن وسلامتی کے محافظ ہیں، یہ کلمہ انسانوں کو تمام خداؤں کی عبادت واطاعت سے مامون رکھتا ہے۔ اوہام پرستی اور شخصیات کی پوجا سے چھٹکارا دلاتا اور انسانیت کو صراط مستقیم پر بڑھتے چلے جانے کے لئے آزادیاں بخشتا ہے۔

یہ کلمہ ایک طرف تو خیر وفلاح، معروف وحسنہ اور حق کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ دوسری طرف شر وفساد، منکر وسیئہ اور باطل کو نیست ونابود کرکے امن قائم کرنے کے لئے مسلسل پیغام جہاد ہے، یہ کلمہ انسانیت کو رنگ ونسل، ذات پات، طبقاتی امتیازات اور دیگر فرعی اختلافات کے گھروندوں اور تعصّبات کی بیڑیوں سے آزاد کرکے تمام انسانوں کو ایک اللہ کے سامنے برابر کا درجہ دیتا ہے۔ یہی کلمہ وہ بنیادی تعلیم ہے جو انسانوں میں عدل قائم رکھنے کی ضامن ہے۔ یہ وہی کلمہ ہے جس کی تفسیر تمام قرآن مجید میں ہے اور جس کا عملی نمونہ رسولِ امن کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اسی کلمہ کو تمام سابقہ انبیاء کی تعلیمات کا محوری نقطہ ہونے کا شرف حاصل ہے:-

وما ارسلنا من قبلك من رسول الّا نوحی الیه انه لا اله الّا انا فاعبدون[1]	اور آپؐ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا اسے وحی کے ذریعہ یہی تعلیم دی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا صرف میری ہی عبادت کرو

---

[1] سورۃ الانبیاء آیت ۵

یہی وہ امن و عافیت عطا کرنے والا کلمہ ہے جس کی پہنائیوں میں انسانی عظمتوں کا سیل بے پناہ ظہور کے لئے بیتاب ہے، جس میں انسانیت کے لئے حیات بخش اور شعور افروز پیغامِ امن و سعادت پنہاں ہے، یہی وہ بلند تعلیم ہے جس کی نظیر پیش کرنے کے لئے جن و انس کو مقابلہ کی کھلی دعوت دی گئی ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کے پاس سے یہ امن و سعادت اور فلاح و نجات کا پیغام نہیں لا سکو گے۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ [1]	اور اگر تم اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی ہے کسی قسم کے شک میں ہو تو اس کی جیسی کوئی سورت لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے گواہوں کو بلا لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہیں، وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

لہٰذا تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اللہ کی اس تعلیم کو عام کرو جو انسانوں کو اخلاقی بلند مرتبہ پر فائز کرکے براہ راست اللہ تک پہنچا دیتی ہے۔ اس دعوتِ امن و فلاح و نجات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا یا اس تعلیم کے برخلاف انسانیت کو بانٹنے اور ذلیل کرنے کی کوئی سازش کرنا ظلم و کفر ہے۔[2]

یہی اللہ کا وہ کلمہ ہے جس میں تمام انسانوں کو مساوی مرتبہ دے کر انہیں متفق و متحد کرنے کی قوت ہے:

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ	اگر زمین کی تمام دولت تم خرچ کر دیتے تو بھی تم ان کے دلوں کو جوڑ نہ پاتے لیکن اللہ

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۳، ۲۴

[2] اسی سازش کو سورۂ بقرۃ کی آیت ۲۱۷ میں صدّ عن سبیل اللہ وکفر بہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

الف بينهم[1] نے ان کے درمیان اتحاد پیدا کر دیا۔

اسی کلمہ کی تاثیر سے انسانیت ایک برادری بن کر ایک دوسرے کے دکھ درد کی شریک بن جاتی ہے اور اس کلمہ کو مان کر ایک انسان دوسرے انسان کو سلامتی اور امن بخشنے کا پابند ہو جاتا ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده[2] — امن و سلامتی میں داخل ہونے والا (مسلمان) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (قوتوں اور صلاحیتوں) سے امن و سلامتی میں داخل ہونے والے (مسلمان) خود کو سلامت و مامون پائیں۔

یہ ہے وہ اساسی کلمۂ امن و سلامتی جس پر پیامبرِ امن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری توجہ دی اور جسے انسانوں کے سامنے اپنی پوری آب و تاب سے پیش کرنے اور اس کے عملی نتائج ابھار کر مشہود بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ قرآن مجید کہتا ہے:

لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين[3] — کہیں آپ اس غم میں اپنی جان نہ گنوا دیں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

ظلم و جبر روکنے اور آزادی فکر و خیال بخشنے والے اس کلمہ کو عام کرنے میں مفاد پرست گروہ اور استحصالی طبقہ حائل ہونے لگا۔ یہ طبقہ اسلاف پرستی، خواہشات پرستی، مفاد پرستی اور سرمایہ پرستی کا عادی اور انسانوں کو اندھی تقلید کا سبق پڑھا کر اپنی مقصد برآری کا خوگر تھا، اسے خود ساختہ مقدس ناموں اور استھانوں کے جالے ٹوٹتے دیکھنا گوارا نہ ہو سکا، چنانچہ اس نے پوری قوت سے عالمی امن کی اس تعلیم کی مخالفت کی، داعی امن اور آپؐ کے ساتھیوں پر ہر قسم کے مظالم توڑے حتیٰ کہ امن کے داعیوں کو مجبور ہو کر اپنے وطن، گھر بار اور جائیداد کو چھوڑنا

---

[1] سورۃ الانفال آیت ۶۳

[2] صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۱۱۔ یاد رہے کہ آپؐ نے یہ اس سائل کے جواب میں فرمایا تھا جس نے پوچھا تھا۔ اسلام کا بہترین و اعلیٰ مرتبہ کیا ہے؟

[3] سورۃ الشعراء آیت ۳

پڑا، محض اس لئے کہ وہ انسانی ذلت اور نظام کائنات میں فساد پسند نہ کرتے تھے اور "ربنا اللہ" کہتے تھے، لیکن ان عقل کے اندھوں اور حق کے دشمنوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ امن و سلامتی کا یہ پیغامبر دوسری جگہ کامیابی حاصل کرے۔ امن دشمنی کا یہ مرض انتہائی بھیانک صورت اختیار کرنے لگا، انسانوں تک اللہ کی نعمت و احسان کا پہنچنا دوبھر ہوگیا۔ آخر جس طرح مریض کی صحت بچانے کے لئے ڈاکٹر کو آپریشن کا سہارا لینا پڑتا ہے، قیامِ امن، دفاع، اظہار حق اور مفادِ عامہ کی حفاظت کے لئے جنگ ناگزیر قرار دے دی گئی:

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا و ان اللہ علی نصرهم لقدیر ہ الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ [1]	جن لوگوں پر جنگ تھوپی جارہی ہے ان کی شنوائی ہوگئی کہ واقعی ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا ہے صرف اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں: ہمارا رب اللہ ہے۔

اور ارشاد ہوا:

و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا [2]	راہ خدا میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور دیکھو جارحیت نہ کرنا۔

اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ انسانوں کو آزادی خیال، آزادی فکر اور آزادی دین و عقیدہ کا حق نہ مل جائے:

وقاتلوهم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ [3]	ان سے یہاں تک جنگ کرو کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے۔

یہاں فتنہ سے مراد دین قبول کرنے پر جبر کرنا، اظہار دین سے روکنا اور آزادی دین و عقیدہ میں مزاحمت کرنا ہے۔ غور کیجئے جو دین "الفتنۃ اشد من القتل" [4] اور "الفتنۃ اکبر من القتل" [5] یعنی دین و عقیدہ پر تشدد کرنا اور آزادئ دین و عقیدہ سے

---

[1] سورۃ الحج آیت ۳۹، ۴۰
[2] سورۃ البقرۃ آیت: ۱۹۰
[3] سورۃ الانفال آیت ۳۹
[4] سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۱
[5] سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۷

محروم کرنا قتل سے زیادہ سخت اور قتل سے زیادہ بڑا جرم ہے" لا اکراہ فی الدین"[1] یعنی دین میں کسی قسم کا جبر قطعاً روا نہیں، کا اعلان کرے اس کے بارے میں یہ الزام کہ اس نے خود کو جبر سے پھیلایا اور دوسروں کو اپنے دین کا پیرو بنانے کے لئے جنگیں لڑیں، کس درجہ بے بنیاد ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں تفسیر طبری سے آیت "لا اکراہ فی الدین" کے سبب نزول سے متعلق چند روایات پیش کر دیں کہ وہ اسلام میں حریت دین و عقیدہ پر گرانقدر مواد فراہم کرتی ہیں۔

۱۔ ایک انصاری کے بچے یہودی یا عیسائی ہو گئے تھے اسلام لانے پر انھوں نے اپنے بچوں کو بجبر مسلمان بنانا چاہا تو اللہ نے اس آیت (لا اکراہ فی الدین) کے ذریعہ انہیں اس جبر سے روک دیا الایہ کہ وہ اپنی خوشی سے اسلام قبول کر لیں۔

۲۔ اسلام سے قبل انصار مدینہ یہود کے دین کو اپنے دین سے بہتر خیال کرتے تھے اور جب ان میں سے کسی عورت کے بچے زندہ نہ رہتے تو وہ نذر مانتی کہ زندہ رہنے پر اپنے بچے کو یہودی بنا دے گی، اسلام آنے کے بعد جب یہودی قبیلہ بنو نضیر کو (غداری کی وجہ سے) مدینہ سے نکالا گیا تو ان میں انصار کے بہت سے بچے تھے۔ انصار نے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۳۔ ابوالحصین انصاری کے دو بیٹے تھے، شامی تیل کے تاجروں نے انہیں عیسائیت کی تبلیغ کی چنانچہ ان دونوں نے عیسائیت قبول کر لی اور ان تاجروں کے ساتھ شام چلے گئے، باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے شام جا کر انہیں واپس لانے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا: "لا اکراہ فی الدین"۔

صلح حدیبیہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کا مقصد محض فتنہ کو فرو کرنا اور آزادیٔ عقیدہ منوانا تھا۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ظاہری فتح و غلبہ کے متوقع تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے پرامن معاہدہ کو "فتح مبین" قرار دیا اس لئے

---

[1] سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶

کہ اس معاہدے میں ایک شق کے ذریعہ دینی فتنہ کا سدِّباب کر کے فریقین نے ایک دوسرے کی آزادیٔ عقیدہ و دین کو تسلیم کر لیا تھا[1] آپؐ کی امن پسندی کا ایک عدیم المثال مظاہرہ تاریخ نے فتح مکّہ کے موقع پر دیکھا جبکہ آپؐ نے اپنے بدترین دشمنوں کو عام معافی دے دی میثاق مدینہ آپؐ کی امن پسندی اور آزادی دین و عقیدہ کی بین مثال ہے۔ اس میں آپؐ نے یہود کو اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے بعض شرائط کا پابند کیا تھا[2] آپؐ نے کبھی کسی طالب امن کو امن سے محروم نہ فرمایا، جب بھی جارحیت کرنے والے دشمنوں نے امن و صلح کی درخواست کی آپؐ نے ان کی درخواست کو "فان جنحوا للسلم فاجنح لہا"[3] (تو اگر یہ (جارحیت شیوہ دشمن) صلح و آشتی پر مائل ہو جائیں تو آپ بھی صلح پر آمادہ ہو جائیے) پر عمل کرتے ہوئے کبھی اس امن کی درخواست کو ردّ نہ فرمایا۔

الغرض پیامبر امن صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام جہان کے انسانوں کو عالمی امن کے قیام کی دعوت دی، امن قائم کرنے کے لئے وہ بنیادی اصول دیا جو انسانی برادری کو عدل و انصاف اور مساوات کی بنیاد پر باہم پُرامن زندگی گزارنے میں رہنما ہے، آپؐ نے معاشرہ کو علم حاصل کرنے اور پُرامن رہ کر امن کے لئے جدوجہد کرتے رہنے کا عملی نمونہ پیش کیا اور امن کو انسانی معاشرہ کی ترقی کے لئے سب سے قیمتی چیز قرار دیا، آپؐ کی زندگی کا تمام جہاد برائے امن و اسلام تھا یعنی سلامتی میں داخل ہونے کے لئے، آپؐ نے امن کو برقرار رکھنے اور امن کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی طاقتیں اور قوتیں تیار رکھیں تاکہ مفسدوں کو امن میں خلل ڈالنے سے روکتے رہیں۔ آپؐ نے کوئی جارحانہ جنگ نہیں کی اور مدافعانہ جنگ کرنے والا

---

[1] دیکھئے معاہدہ حدیبیہ میں "من احبّ ان یدخل فی عقد محمد وعہدہ دخل فیہ ..... عیون الاثر لابن سید الناس ج ۲ صفحہ ۱۱۹ یعنی عرب قبائل کو آزادی اور اختیار ہے کہ اپنی پسند سے محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد و پیمان کر کے آپؐ کے حلیف بن جائیں۔

[2] عیون الاثر ج ۱ صفحہ ۱۹۷

[3] سورۃ الانفال آیت ۶۲

ہمیشہ محافظ امن ہوتا ہے۔ لوگوں نے آپؐ کو جنگوں کی تیاری میں مصروف، میدانِ جنگ میں موجود یا جارحیت کے جواب میں جارحیت پر عمل کرتے دیکھا تو انہیں غلط فہمی ہو گئی کہ رسول اللہؐ جنگجو تھے۔ انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ آپؐ کے مخالف کس قدر بے اصول، ظالم و جابر، خودغرض اور انسانیت دشمن تھے، جو اپنی قوتیں دعوت امن کو دبانے میں صرف کرتے تھے اور آپؐ اپنے بلند اصولوں کو بچانے، آزادئ دین و عقیدہ دلانے اور امن قائم کرنے کے لئے اپنی تمام قوتیں وقف رکھتے تھے۔ اللھم صلّ وسلّم علی نبینا الرؤف الرّحیم الحامل لواء الامن والسلام۔